

فضيلت اسلام

تأليف

شيخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب

ترجمه

ابو المكرم بن عبدالجليل

مكتب علواني دعوه وارشاد وتوحيد حلقات دسم

رباط - حي مند - خلف مستشفى عمه

هاتف 01 2350194 - 01 2350195

كتاب فضائل الإسلام

تأليف

الإمام الحسن بن سفيان البوسلي

رحمه الله ورضي عنه

قام بمراجعة نصوصها وأصولها وبالتعليق عليها

فضيل السياحي إسماعيل بن محمد الأنصاري

كما قام هو وفضيله

السيّد عبد الله بن عبد اللطيف آل السيّد

بمقدمة على منظومته

ترجمة إلى اللغة الأرديّة

أبو المكرم بن عبد الجليل

راجع الترجمة

عبدالقدوس محمد نذير محمد إسماعيل عبد الحكيم

الفهرس

الموضوع	الصفحة
١- كلمة المترجم	٥
٢- مقدمة المحققين	٧
٣- باب فضل الإسلام	٩
٤- باب وجوب الدخول في الإسلام	١٤
٥- باب تفسير الإسلام	١٩
٦- باب قول الله ﴿وَمَن يَسْتَعْجِلُ بِالْإِسْلَامِ فَإِنَّمَا يَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾	٢٣
٧- باب وجوب الاستغناء بمتابعة الكتاب عن كل ما سواه	٢٥
٨- باب ما جاء في الخروج عن دعوى الإسلام	٢٧
٩- باب وجوب الدخول في الإسلام كله وترك ما سواه	٣٢
١٠- باب ما جاء أن البدعة أشد من الكبائر	٣٦
١١- باب ما جاء أن الله احتجز التوبة على صاحب البدعة	٤٠
١٢- باب قول الله : ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَمْ تَحْاجِجُوا فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾	٤٢
١٣- باب قول الله : ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلَّدِينِ حَنِيفاً...﴾	٤٦
١٤- باب ما جاء في غرية الإسلام وفضل الغرباء	٥٨
١٥- باب التحذير من البدع	٦٣
١٦- فهرس العناوين	٦٨

فہرست

نمبر شمار	فہرست عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ از مترجم	۵
۲	مقدمہ از محققین	۷
۳	اسلام کی فضیلت کا بیان	۹
۴	اسلام میں داخل ہونے کی فرضیت کا بیان	۱۳
۵	اسلام کی تفسیر	۱۹
۶	اللہ کے فرمان ﴿وَمَن يَتَعَمَّلْ بِغَيْرِ الْإِسْلَامِ دِينَهُ﴾ کا بیان	۲۳
۷	کتاب اللہ کے کی پیروی اور اسکے مساوی سے بے نیازی واجب ہے	۲۵
۸	دعویٰ اسلام سے خارج ہو جانے کا بیان	۲۷
۹	اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونا..... واجب ہے	۳۲
۱۰	بدعت کا حکم کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہے	۳۶
۱۱	اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا	۴۰
۱۲	اللہ کے فرمان ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابَ لَمْ تُحَلِّجُونَ...﴾ کا بیان	۴۲
۱۳	اللہ کے فرمان ﴿فَاقِمْ وَجْهَكَ لِلَّذِينَ حَنِيفُّا﴾ کا بیان	۴۶
۱۴	اسلام کی اجنبیت اور غرباء کی فضیلت کا بیان	۵۸
۱۵	بدعات پر تنبیہ	۶۳
۱۶	فہرست عنوان	۶۸

لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ نہروان کی جنگ میں وہ خوارج کے شانہ بشانہ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہی معین و مددگار ہے، اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحابہ
أجمعین۔^(۲)

(۱) اس حدیث کو امام داری نے اپنی سنن میں "باب کراہیہ اخذ الرائی" کے تحت روایت کیا ہے، اور اسی کی بنیاد پر ہم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

(۲) "اللہ تعالیٰ ہی معین و مددگار ہے..... سے لے کر..... اجمعین" تک کی عبارت عبد الرحمن بن عثمان کے تحریر کردہ کتاب کے مخطوط کا تتمہ ہے جو کہ کتاب کا عمدہ نسخہ ہے، جبکہ کتاب کے مطبوع نسخوں میں اس تتمہ کی جگہ صرف "هذا آخر ماتیسر" کی عبارت نہ کوئی ہے۔

اپنے گناہ شمار کرو اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ تمہاری کوئی بھی نیکی
 ضائع نہیں ہوگی، تمہاری خرابی ہے اے امت محمد! کہ ابھی تو تمہارے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں، ابھی آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے کپڑے نہیں پھٹے، آپ کے برتن
 نہیں ٹوٹے اور تم اتنی جلدی ہلاکت کا شکار ہو گئے، قسم ہے اس ذات کی
 جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم یا تو ایک ایسی شریعت پر چل رہے
 ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے - نعوذ باللہ - بہتر ہے، یا
 مگر اسی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! اللہ
 کی قسم اس عمل سے خیر کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہ تھا، ابن مسعود نے
 فرمایا: ایسے کتنے خیر کے طلبگار ہیں جو خیر تک کبھی پہنچ ہی نہیں پاتے،
 چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی
 ہے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو قرآن پڑھے گی، مگر قرآن ان کے حلق
 سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! کیا پتہ کہ ان میں سے زیادہ تر شاید
 تمہیں میں سے ہوں۔

یہ باتیں کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے واپس چلے
 آئے۔ عمر و بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان حلقوں کے اکثر

موسیٰ نے کہا کہ اگر زندگی رہی تو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے، کہا وہ بات یہ ہے کہ کچھ لوگ نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر حلقہ بنائے بیٹھے ہیں، ان سب کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، اور ہر حلقہ میں ایک آدمی متعین ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو (۱۰۰) بار اللہ اکبر کو، تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر کہتا ہے کہ سو بار لا إلہ إلّا اللہ کو، تو سب لوگ سو بار لا إلہ إلّا اللہ کہتے ہیں، پھر کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ کو، تو سب لوگ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں۔ ابن مسعود نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے کیا کہا؟ ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ آپ کی رائے کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا، ابن مسعود نے فرمایا کہ آپ نے ان سے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ اپنے اپنے گناہ شمار کرو، اور پھر اس بات کا ذمہ لے لیتے کہ ان کی کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔

بہر حال یہ کہہ کر ابن مسعود مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے، مسجد پہنچ کر ابن مسعود ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے ابو عبد الرحمن! یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح گن رہے ہیں، ابن مسعود نے فرمایا: اس کے بجائے تم اپنے

عبدات نہ سمجھا ہوا سے تم بھی عبادت نہ سمجھو، کیونکہ انہوں نے بعد میں آنے والوں کے لئے کسی بات کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے، لہذا اے قاریوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈر و اور اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن رہو۔ اس کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور امام دارمی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن مبارک نے بیان کیا، حکم بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم سے عمر بن یحیٰ نے بیان کیا، عمر بن یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم نماز فخر سے پہلے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ جاتے، اور جب وہ گھر سے نکلتے تو ان کے ساتھ مسجد روانہ ہوتے، ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کیا ابھی ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود) نکلے نہیں؟ ہم نے جواب دیا: نہیں، یہ سن کر وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، یہاں تک ابن مسعود باہر نکلے، اور ہم سب ان کی طرف کھڑے ہو گئے، تو ابو موسیٰ اشعری ان سے مخاطب ہوئے اور کہا: اے ابو عبد الرحمن! میں ابھی ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھ کر آرہا ہوں، حالانکہ جو بات میں نے دیکھی ہے وہ الحمد للہ خیر ہی ہے۔ ابن مسعود نے کہا کہ وہ کون سی بات ہے؟ اب وہ

بدعات پر تنبیہ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک بڑی ہی موثر نصیحت فرمائی، جس سے ہمارے دل کا نپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ توالو داعی نصیحت معلوم ہو رہی ہے، تو آپ ہمیں وصیت کیجئے، فرمایا:

"میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے اور امیر کی سمع و طاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، بھلے ہی کوئی غلام تمہارا امیر بن جائے، اور تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بے شمار اختلاف دیکھے گا، ایسے موقع پر تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلافے را شدین کا طریقہ اپناؤ اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور دین کے اندر نئی ایجادوں کر دہ بدعات سے بچو، کیونکہ ہر بذعت گمراہی ہے"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

"ہر وہ عبادت جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کرام نے

”آج تم اپنے رب کے صحیح اور واضح راستہ پر ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو، ابھی تک تمہارے اندر دو نئے ظاہر نہیں ہوئے ہیں، ایک جہالت کا نشہ اور دوسرا زندگی سے محبت کا، اور عنقریب تم اس حالت سے پھر جاؤ گے، تب نہ تو بھلائی کا حکم دو گے، نہ برائی سے منع کرو گے، اور نہ ہی اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے، اور تمہارے اندر دونوں نئے ظاہر ہو جائیں گے، اس وقت کتاب و سنت پر ثابت قدم رہنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا، عرض کیا گیا کیا ان کے پچاس آدمی؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر^(۱)۔

ابن وضاح نے ایک دوسری سند سے معاففری سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”خوشخبری ہے ان غرباء کے لئے کہ جب کتاب اللہ کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ اس پر عمل کریں گے، اور جب سنت کی روشنی بجہادی جائے گی تو وہ اس پر عمل کر کے زندہ کریں گے۔“

(۱) اصل کتاب کے اندر اس حدیث کے الفاظ میں کاتبوں کی غلطی سے خلل واقع ہو گیا ہے، ہم نے ابن وضاح کی کتاب کی روشنی میں اس کی تصحیح کر دی ہے۔

عمل کرنے والے کو ایسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا جو تمہارے ہی جیسا عمل کرنے والے ہوں۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم میں سے پچاس آدمی یا ان میں سے پچاس آدمی؟ تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم میں سے۔"

اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابن وضاح نے اسی مفہوم کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کی ہے جس میں یہ ہے :

"تمہارے بعد ایسے دن آئیں گے جن میں صبر کرنے والے اور آج تم جس دین پر ہو اس پر ثابت قدم رہنے والے^(۱) کو تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا"۔

اس کے بعد ابن وضاح نے فرمایا کہ ہم سے محمد بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عینہ نے اسلام بصری سے اور انہوں نے حسن کے بھائی سعید سے روایت کی، وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، میں نے سفیان سے کہا کیا سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(۱) اور آج تم جس دین پر ہو اس پر ثابت قدم رہنے والے "یہ عبارت ابن وضاح کی کتاب البدع نیز کتاب کے دونوں مخطوطوں کی عبارت ہے۔

مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (سورۃ المائدہ: ۱۰۵)

اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، اگر تم راہ راست پر چلو گے تو جو گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہو گا۔

تو ابو شعبہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس آیت کے بارے میں میں نے سب سے زیادہ جانکار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا:

"بلکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بھائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے رہو، یہاں تک کہ جب یہ دیکھ لو کہ بخل کی اطاعت ہو رہی ہے، خواہشات کی پیروی کی جا رہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے، اور ہر شخص اپنی رائے پر مصروف ہے، تو اپنی فکر کرو، اور عوام کی فکر اپنے دل سے نکال دو، کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن میں دین پر صبر کرنے والا آگ کا انگارہ پکڑنے والے کے مانند ہو گا^(۱) اور ان میں

(۱) شیخ عبد الرحمن الحصین رحمہ اللہ کے مخطوط میں یہاں جو عبارت ہے اس کا ترجمہ

یہ ہے:

"تمہارے بعد ایسے صبر آزمادن آئیں گے کہ ان میں اپنے دین پر قائم رہنے والے کی مثال چنگاری پکڑنے والے کی ہو گی۔"

اللہ کے راستہ میں اپنے وطن و خاندان کو چھوڑ دینے والے لوگ"۔

اور دوسری روایت میں ہے :

"غرباء وہ لوگ ہیں جو اس وقت نیک و صالح ہوں گے جب اکثر لوگ بگڑ چکے ہوں گے"۔

اور اس حدیث کو امام احمد نے سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس میں یہ ہے :

"پس اس وقت خوشخبری ہو غرباء کے لئے جب لوگوں کے اندر فساد و بگاث آجائے گا"۔

نیز اسے امام ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"پس خوشخبری ہے ان غرباء کے لئے جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگ بگاث چکے ہوں گے"۔

اور ابو امیہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو شلبہ خشنی سے پوچھا کہ اس آیت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ

اسلام کی اجنبیت اور غرباء کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ
يَنْهَا عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ
أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ﴾ (سورہ ہود: ۱۱۶)

پس کیوں نہ تم سے پہلے لوگوں میں اہل خیر ہوئے جو زمین میں
فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان
میں سے نجات دی تھی۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور روایت ہے :

”اسلام اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا تھا، اور عنقریب پہلے ہی کی
طرح اجنبی ہو جائے گا، تو خوشخبری ہو غرباء (اجنبیوں) کے لئے۔“

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے، نیز اسے امام احمد نے
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے، جس میں
یہ اضافہ ہے :

”عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! غرباء کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے، تو تم اسی پر چلو، اور دوسرے راستوں
پر مت چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گے، اسی کا
اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگار بنو۔
اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

الا صول ہیں اور جن سے لوگ غفلت میں ہیں، ابوالعالیہ کے کلام پر غور کرنے سے اس باب میں وارد احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث کا بھی مطلب واضح ہو جائے گا، لیکن جو انسان یہ اور اسی جیسی دیگر آیات و احادیث کو پڑھ کر گذر جائے اور اس بات سے مطمئن ہو کہ یہ خطرات اسے نہیں لاحق ہوں گے، اور یہ خیال کرے کہ اس کا تعلق ایسی قوم سے ہے جو کبھی تھے اور اب ختم ہو گئے، تو یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہے، اور اللہ کی پکڑ سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہوتے ہیں۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہی اللہ کا راستہ ہے، پھر اس لکیر کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ ایسے راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بدار ہا ہے، اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَاعِدُهُ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورۃ الانعام: ۱۵۳)

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ﴾ (سورة البقرة: ١٣١)

جب ان کے رب نے ان سے کہا کہ فرماں بروار ہو جاؤ، تو انہوں
نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا فرماں بروار ہو گیا۔

اور یہ ارشاد :

﴿وَوَصَّىٰ بَهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيهِ وَيَعْقُوبَ يَأْبَنِي إِنَّ اللَّهَ
اَصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ﴾ (سورة البقرة: ١٣٢)

اسی بات کی وصیت ابراہیم نے اور یعقوب نے اپنی اپنی اولاد کو کی
کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کر لیا
ہے، تو تم مسلمان ہو کر ہی مرتا۔

اور یہ ارشاد :

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مُلَكَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفَهَ
نَفْسَهُ﴾ (سورة البقرة: ١٣٠)

اور ابراہیم کے دین سے وہی اعراض کرے گا جو یوقوف ہو۔
اسی طرح کی اور بھی بہت سی بنیادی باتیں معلوم ہوں گی جو اصل

سے اعراض نہ کرو، اور صراط مستقیم پر چلتے رہو، وہی اسلام ہے، اور اسے چھوڑ کر دائیں جس نہ مژو، اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیار ہو، اور غلط عقائد و بدعتات کے قریب مت جاؤ۔^(۱)

ابوالعلیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر غور کرو، کتنا اونچا کلام ہے، اور ان کے اس زمانہ کو پہچانو جس میں وہ ان غلط عقائد و بدعتات سے بچنے کی تنبیہ کر رہے ہیں کہ جو ان غلط عقائد و بدعتات میں پڑ جائے وہ گویا اسلام سے پھر گیا، اور کس طرح انہوں نے اسلام کی تفسیر سنت سے کی ہے، اور کبار تابعین اور ان کے علماء پر کتاب و سنت کے دائرہ سے نکل جانے کا کیا خوف کھا رہے ہیں۔ ابوالعلیہ کے کلام پر غور کرنے سے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب واضح ہو جائے گا:

(۱) ابن وضاح نے کتاب البدع والنبی عنہما میں، محمد بن نصر نے کتاب السنہ میں اور ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں ابوالعلیہ کا قول مطولاً ذکر کیا ہے، لیکن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالعلیہ کے قول کے صرف اس مکملے کو نقل کیا ہے جس میں اسلام پر مضبوطی سے گامزن رہنے کی ترغیب اور بدعتات و خرافات سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، اور ان کے باقی کلام کو چھوڑ دیا ہے، کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کا وہم ہو سکتا تھا، اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے جزاً خیر عطا فرمائے۔

ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ رہنا، میں نے کہا کہ اگر اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت اور ان کا کوئی امام نہ ہو تو کیا کروں؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے کنارہ کش رہنا، اگرچہ تمہیں کسی درخت کی جڑ سے چمٹنا پڑے یہاں تک کہ اسی حال میں تمہیں موت آجائے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، البتہ مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: ^(۱)

"اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر دجال ظاہر ہوگا، اس کے ساتھ ایک نہر اور ایک جہنم ہوگی، جو اس کی جہنم میں داخل ہوگا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور گناہ معاف ہو جائیں گے، اور جو اس کی نہر میں داخل ہوگا اس کا گناہ واجب اور اجر ساقط ہو جائے گا، میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: اس کے بعد قیامت آجائے گی۔"

ابوالعالیہ فرماتے ہیں:

"اسلام کی تعلیم حاصل کرو، اور جب اسلام کی تعلیم حاصل کرلو تو اس

(۱) یہ اضافہ ہمیں صحیح مسلم کے اندر نہیں ملا، البتہ سنن ابی داود میں "باب ذکر انفتن" کے تحت اس روایت میں موجود ہے جسے ابوداود نے عن مسد عین ابی عوانہ عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن سعیج بن خالد عن حذیفہ کے طریق سے ذکر کیا ہے۔

اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔

حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے، اور میں آپ سے شر کی بابت دریافت کرتا تھا اس ڈر سے کہ میں اس کا شکار نہ ہو جاؤں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شر میں گرفتار تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر کی نعمت سے نوازا، تو کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہو گا؟ فرمایا: ہاں، میں نے کہا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ فرمایا: ہاں، مگر اس میں کھوٹ ہو گی، میں نے کہا کیسی کھوٹ ہو گی؟ فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت و ہدایت کو چھوڑ کر دوسروں کا طریقہ اپنا کیسے گے، تمہیں ان کے بعض کام صحیح معلوم ہوں گے اور بعض غلط، میں نے کہا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ظاہر ہو گا؟ فرمایا: ہاں، زبردست فتنے اور جنم کی طرف بلانے والے لوگ پیدا ہوں گے، جوان کی سنے گا اسے جنم میں جھونک دیں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ان کے اوصاف بتا دیں، فرمایا: وہ ہم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر یہ زمانہ مجھے مل جائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے

”اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو اللہ کے صالح بندہ - عیسیٰ علیہ السلام - نے کہا تھا“ :

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتِنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (سورۃ المائدہ : ٢٧)

جب تک میں ان کے درمیان رہا ان پر گواہ رہا، پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

نیز بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے : ”ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوہی بنادیتے ہیں، جس طرح چوپا یہ سلیم الاعضاء چوپا یہ جتنا ہے، کیا تم ان میں سے کوئی چوپا یہ ایسا پاتے ہو جس کے کان کئے پھٹے ہوں، یہاں تک کہ تم ہی خود اس کے کان چیر کاٹ دیتے ہو۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی :

﴿فَطَرَ اللَّهُ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ (سورۃ الرُّوم : ٣٠)

"جس وقت میں حوض کو شرپر رہوں گا^(۱) ایک جماعت نمودار ہو گی، جب میں انہیں پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک آدمی نکلے گا اور ان سے کہے گا ادھر آؤ، میں پوچھوں گا کہاں؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم جہنم کی طرف، میں کہوں گا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہے گا یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد دین سے پھر گئے تھے۔ پھر اس کے بعد ایک دوسری جماعت نمودار ہو گی، اس جماعت کے بارے میں بھی آپ نے وہی بات کہی جو پہلی جماعت کے بارے میں کہا تھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: ان میں سے نجات پانے والوں کی تعداد گم شدہ اونٹوں کی طرح بہت کم ہو گی۔"

اور بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) یہ کشمکشی کی روایت کا ترجمہ ہے جس میں لفظ "قامم" وارد ہے، اور جس کا مطلب قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کو شرپر موجود رہنا ہے، لیکن اکثر لوگوں کی روایت میں اس جگہ لفظ "نامم" وارد ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں خواب میں یہ واقعہ دیکھا جو قیامت کے دن آپ کو پیش آنے والا ہے، یہ بات حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کتاب الرقاق، باب الحوض کے تحت ذکر کی ہے۔

"میری خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: تم میرے اصحاب ہو، اور میرے بھائی وہ ہیں جواب تک نہیں آئے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی امت کے جو افراد ابھی تک پیدا نہیں ہوئے آپ انہیں کیسے پہچان لیں گے؟ فرمایا: کیا بے حد سیاہ اور کالے گھوڑوں کے درمیان اگر کسی کا چکنڈار پیشانی اور سفید پیر والا گھوڑا ہو تو کیا وہ اپنا گھوڑا نہیں پہچان لے گا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: میری امت بھی قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگی کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور دیگر اعضاً وضو چک رہے ہوں گے، اور میں حوض کوثر پر پلے سے ان کا منتظر رہوں گا، سنو! قیامت کے دن کچھ لوگ میرے حوض کوثر سے اس طرح دھنکار دیئے جائیں گے جس طرح پرایا اونٹ دھنکار دیا جاتا ہے، میں انہیں آواز دوں گا کہ سنو، ادھر آؤ، تو مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین میں تبدیلی پیدا کی تھی، میں کہوں گا کہ پھر تو دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ"۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتباع کیا، اور یہ نبی، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اور مومنوں کا دوست اللہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے جسم اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے۔"

بخاری و مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں حوض کوڑ پر تم سب سے پہلے موجود رہوں گا، میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ پیش ہوں گے، یہاں تک کہ جب میں انہیں دینے کے لئے بڑھوں گا تو وہ مجھ سے روک دیئے جائیں گے، میں کوئی گاہے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں، مجھ سے کما جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعینیں ایجاد کی تھیں۔"

اور بخاری و مسلم ہی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اولاد کو کی کہ اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمایا ہے، تو خبردار تم مسلمان ہو کر ہی مرنا۔
نیز ارشاد ہے :

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورۃ النحل : ۱۲۳)

پھر ہم نے آپ کی جانب یہ وحی تھیجی کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کیجئے جو کہ موحد تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ہر نبی کے انبیاء میں سے کچھ دوست ہوتے ہیں، اور ان میں سے میرے دوست ابراہیم ہیں، جو میرے باپ اور میرے رب کے خلیل ہیں، اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی :

﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ آل عمران : ۶۸)

سب سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا

اللہ تعالیٰ کے فرمان : ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلَّدِينِ حَنِيفًا﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلَّدِينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ
النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ
الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سورہ الروم :
(۳۰)

آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ رہیں، اللہ تعالیٰ کی وہ
فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق کو بدلتا
نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور ارشاد ہے :

﴿وَوَصَّى بَهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابْنِي إِنَّ اللَّهَ
اَصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ﴾ (سورہ البقرہ : ۱۳۲)

اور اسی دین ابراہیم کی وصیت ابراہیم نے اور یعقوب نے اپنی اپنی

غور کیجئے کہ جب بعض صحابہ نے عبادت کی غرض سے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینے کا ارادہ کیا تو ان کے بارے میں یہ سخت بات کہی گئی اور ان کے فعل کو سنت سے بے رخصت بتایا گیا، تو پھر ان کے علاوہ دیگر بدعتوں کے بارے میں اور صحابہ کرام کے بعد دیگر لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

= شادی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہیں لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ سنو! اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈر نے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور نامہ بھی کرتا ہوں، رات میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور یو یوں کے پاس بھی جاتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔"

نہیں، تیسرا نے کہا کہ میں عورتوں کے قریب نہیں جاؤں گا، چوتھے نے کہا کہ میں برابر روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہیں کروں گا، ان کی باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں، اور یوں کے پاس بھی جاتا ہوں، اور گوشت بھی کھاتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔^(۱)“

(۱) شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”اصول الایمان“ میں ”باب التحریف علی لزوم السن“ کے تحت حضرت انس کی مذکورہ حدیث اس کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے اور اس کی روایت کی نسبت بخاری اور مسلم کی جانب کی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

”تین آدمیوں کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آپ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لئے آئی، اور جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اتنی عبادت کم سمجھا اور کہا کہ کہاں ہم اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اگلے پچھلے سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں، چنانچہ ایک نے کہا کہ میں تواب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا ہوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں دن میں روزہ رکھوں گا اور کبھی بھی ناغہ نہیں کروں گا، اور تیسرا نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اور کبھی =

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی، بلکہ وہ تو یکسا اور خالص مسلمان تھے، اور مشرک نہ تھے۔

اور اللہ کا رشاد ہے :

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (سورۃ البقرہ : ۱۳۰)

ابراہیم کے دین سے وہی اعراض کرے گا جو یہ وقف ہو گا، ہم نے تو انہیں دنیا میں بھی بُرگزیدہ بنایا تھا، اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

اس سلسلہ میں خوارج سے متعلق حدیث ہے جو گذر چکی ہے، نیز صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابو فلاں کے آل میرے دوست نہیں، میرے دوست متقی لوگ ہیں"۔

اور صحیح حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید کر کیا گیا کہ بعض صحابہ نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا، دوسرے نے کہا کہ میں رات بھر نماز پڑھوں گا اور سوؤں گا

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزَلَتِ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ﴾ هَأَنْتُمْ هُؤُلَاءِ حَاجَجُتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصَارَائِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورہ آل عمران: ٢٧-٢٥)

اے اہل کتاب تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں، کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے، سنو! تم اس میں جھگڑ پھکے ہو جس کا تمہیں علم تھا، پھر اب تم اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں، اور اللہ تعالیٰ

انہوں نے فرمایا: ابھی دیکھو تو سی وہ کیا رخ اختیار کرتا ہے، ایسے لوگوں کے متعلق جو حدیث آئی ہے اس کا یہ آخری حصہ ابتدائی حصہ سے زیادہ سخت ہے کہ "وہ اسلام سے نکل جائیں گے، پھر اس کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹیں گے"۔

امام احمد بن حنبل - رحمۃ اللہ علیہ - سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ایسے شخص کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔^(۱)

(۱) امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مفید المحتدی فی کفر تارک التوحید" میں اس اثر کو اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے جو ابن وضاح کی کتاب "البداع" میں وارد ہے، ابن وضاح بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اس نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ بن اسما علیل نے حماد بن زید کے واسطے سے بیان کیا کہ ایوب نے کہا کہ ایک آدمی تھا جو کوئی غلط رائے رکھتا تھا، پھر اس سے اس نے رجوع کر لیا، تو میں خوشی کے مارے محمد بن سیرین کو بتانے کے لئے آیا، اور کہا کیا آپ کو پتہ چلا کہ فلاں نے اپنی سابقہ رائے ترک کر دی؟ انہوں نے فرمایا: ابھی دیکھو تو سی وہ کیا رخ اختیار کرتا ہے، (ایسے لوگوں کے متعلق جو حدیث آئی ہے اس) حدیث کا آخری حصہ ابتدائی حصہ سے زیادہ سخت ہے کہ "وہ اسلام سے نکل جائیں گے، پھر اس کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹیں گے"۔

اس کا بیان کہ اللہ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا

یہ بات حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل حدیث سے ثابت ہے^(۱) اور ابن وضاح نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے درمیان ایک آدمی تھا جو کوئی غلط رائے رکھتا تھا، پھر اس نے وہ رائے ترک کر دی، تو میں محمد بن سیرین کے پاس آیا اور کہا کیا آپ کو پتہ چلا کہ فلاں نے اپنی رائے ترک کر دی؟

(۱) حضرت انس کی حدیث کو ابن وضاح نے اپنی کتاب "البدع والنبی عنہا" میں باب حل لصاحب البدعة توبۃ کے تحت روایت کیا ہے، ابن وضاح کہتے ہیں کہ ہم سے اسد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن خالد نے بقیہ کے واسطے سے بیان کیا، بقیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن حمید الطویل نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ حَرَجَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بَدْعَةٍ" یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کی توبہ کو (قبویت سے) روک رکھا ہے۔

حضرت حسن کی مرسل روایت بھی ابن وضاح نے اپنی کتاب کے اسی باب میں ذکر کی ہے، کہتے ہیں کہ ہم سے اسد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن خالد نے بقیہ کے واسطے بیان کیا، بقیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد نے ہشام سے اور انہوں نے حسن سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَبَيَ اللَّهِ لِصَاحِبِ بَدْعَةٍ تَوْبَةٌ" یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی بدعتی کی توبہ منظور نہیں۔

"جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی، اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان لوگوں کا گناہ بھی جو اس پر عمل کریں گے، لیکن ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نیز صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسی جیسی ایک اور حدیث مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں :

"جس نے کسی ہدایت کی دعوت دی..... اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی۔"

= نے جب یہ حدیث مجھ سے بیان کی تو میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مقدام! اللہ کی قسم، انہوں نے یہ حدیث آپ سے بیان کی یا آپ نے مسلم بن قرطہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک اٹھی سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ میری بات سن کر زریق اپنے گھنٹوں پر بیٹھ گئے اور قبلہ رخ ہو کر کہا: ہاں اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برجت نہیں، یہ حدیث میں نے مسلم بن قرطہ سے سنی وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے۔

یہ صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم حکام کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے جب تک وہ نماز پڑھتے ہوں۔^(۱)

اور جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے صدقہ کیا، اس کے بعد لوگوں نے صدقہ کرنا شروع کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(۱) امام مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے داود بن رشید نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید یعنی ولید بن مسلم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مولی بنی فزارہ زریق بن حیان نے بیان کیا کہ انہوں نے عوف بن مالک کے عمرزاد مسلم بن قرظہ سے سنا وہ کہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک اٹھی سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "تمارے بہترین حکام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، اور وہ تم سے محبت کریں، اور تم ان کیلئے دعا کرو اور وہ تمارے لئے دعا کریں، اور تمارے بدترین حکام وہ ہیں جن سے تم دشمنی رکھو، اور وہ تم سے دشمنی رکھیں، اور تم ان کو لعنت ملamt کرو اور وہ تمہیں لعنت ملامت کریں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اکیا ایسے موقع پر ہم ان سے دست بردار نہ ہو جائیں؟ فرمایا: نہیں جب تک کہ وہ تمارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں، نہیں جب تک کہ وہ تمارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں، اور سن لو! جس پر کوئی حکمران مقرر ہو اور اس نے دیکھا کہ وہ حکمران اللہ تعالیٰ کی معصیت کے بھی بعض کام کر رہا ہے، تو وہ اس کی معصیت کے کاموں کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔ ابن جابر کہتے ہیں کہ زریق بن حیان =

تاکہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصہ دار ہوں جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے ڈیکھو تو کیسا بر ابوجھ اٹھار ہے ہیں۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارج کے بارے میں فرمایا :

"انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو^(۱) اگر میں نے انہیں پایا تو قوم عاد کے قتل کی طرح قتل کروں گا"^(۲)

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں "باب قتل الخوارج والملحدین" میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں : "تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو" اور اس کا آخری تکڑا یہ ہے : "کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا اسے قیامت کے دن اس قتل کے صدر میں اجر و ثواب ملے گا"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں "باب التحریف علی قتل الخوارج" کے تحت روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں : "تم جب بھی انہیں پاؤ قتل کر دو، کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے دن اس قتل کے صدر میں اجر و ثواب ملے گا"۔

(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں "باب قول اللہ عز و جل و اما عاد فاہلکوا بریح" کے تحت اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں "باب ذکر الخوارج" کے تحت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

بدعٰتٰ کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورة النساء : ٢٨)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس
کے سوابجے چاہے بخش دیتا ہے۔

اور ارشاد ہے :

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلِّ
النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورة الانعام : ١٣٣)
اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی
تمہت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أُوْزَارِ
الَّذِينَ يُضْلِلُونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾
(سورة الحج : ٢٥)

"میری امت میں ایک ایسی قوم ظاہر ہو گی جن کے رگ و ریشے میں یہ خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گی، جس طرح باولے کتے کے کاٹنے سے پیدا ہونے والی بیماری کاٹے ہوئے شخص کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتی ہے کہ جسم کی کوئی رگ اور جوڑ اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا"۔

اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گذر چکا ہے : "اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا" (اللہ کے نزدیک تین ناپسندیدہ ترین لوگوں میں سے ہے)

آیا تھا، یہاں تک کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلم کھلا زنا کاری کی ہو گی تو میری امت میں بھی اس طرح کا شخص ہو گا جو ایسا کرے گا، اور بنی اسرائیل بستر فرقوں میں بٹ گئے تھے، لیکن میری امت تتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سے ایک کے علاوہ باقی سب جنہی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ناجی فرقہ کون ہو گا؟ فرمایا: وہ جو اس طریقہ پر چلے جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔

جو مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے اس مقام پر رسول صادق و مصدق و صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بالخصوص آپ کے ارشاد "ما أنا عليه و أصحابي" (یعنی جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں) پر غور کرنا چاہئے، یہ حدیث کتنی بڑی نصیحت ہے اگر زندہ دلوں سے اس کا واسطہ ہو، اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے، نیزانہوں نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے، لیکن اس روایت میں جہنم کا ذکرہ نہیں ہے، یہ حدیث مند احمد اور سخن ابی داود میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جد اکر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس ارشادِ ربانی :

﴿يَوْمَ تَبَيَّضُ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُ وُجُوهٌ﴾ (آل عمران: ۱۰۶)

جس دن بعض چرے روشن ہوں گے اور بعض چرے سیاہ۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

"اہل سنت و جماعت کے چرے روشن ہوں گے" اور اہل بدعت اور

فرقہ پروروں کے چرے سیاہ ہوں گے" ^(۱)

عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میری امت پر بعینہ ویسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر

(۱) امام سیوطی نے اپنی کتاب الدر المختار میں لکھا ہے کہ اس روایت کو ابن الجائم نے، ابو نصر مروزی نے کتاب الابانہ میں، خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور لاکائی نے کتاب السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے : "اہل سنت و جماعت کے چرے روشن ہوں گے" اور اہل بدعت و ضلالت کے چرے سیاہ ہوں گے"۔

اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونا اور اس کے ماسوا ادیان کو ترک کر دینا واجب ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السَّلْمِ كَافَةً﴾

(سورۃ البقرہ: ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

اور ارشاد ہے :

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (سورۃ النساء: ۲۰)

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا اس پر ان کا ایمان ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعَा لَسْتَ مِنْهُمْ

فِي شَيْءٍ﴾ (سورۃ الانعام: ۱۵۹)

"اسلام اور قرآن کے دعویٰ سے خارج ہر چیز، خواہ وہ نسب ہو یا وطن ہو یا قوم ہو یا مذہب ہو یا طریقہ ہو، سب جاہلیت کی پکار میں شامل ہے، بلکہ جب مهاجر اور انصاری دو صحابی کے درمیان جھگڑا ہوا اور مهاجر نے مهاجروں کو پکار اور انصاری نے انصار کو آواز دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جاہلیت کی پکار لگائی جا رہی ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں، اور اس بات سے آپ سخت ناراض ہوئے۔" - شیخ الاسلام ابن تھمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔^(۱)

(۱) امام ابن تھمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ان کی کتاب "سیاست شرعیہ" کی فصل سوم کے آخر میں موجود ہے۔

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 "کیا جاہلیت کی پکار لگائی جا رہی ہے اور میں تمہارے درمیان موجود
 ہوں"۔

شیخ الاسلام ابوالعباس ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

= سے زیادہ ذکر الہی میں مصروف رہنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی
 ہے جس کا تیزی کے ساتھ دشمن چیچا کر رہا ہوا اور یہ کسی مضبوط قلعہ میں آ کر پناہ گزیں
 ہو جائے، اور بندہ شیطان سے سب سے زیادہ محفوظ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ عز و جل
 کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ حارث اشعری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا: میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے:
 مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنے کا، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا،
 ہجرت کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا، کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی دور ہوا اس
 نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ نکال پھینکا، یہاں تک کہ وہ جماعت کی طرف پلٹ آئے،
 اور جس نے جاہلیت کی پکار لگائی وہ جسمی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!
 اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ فرمایا: ہاں اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اپنے
 آپ کو مسلمان سمجھے، لہذا تم مسلمانوں کو انہیں ناموں سے پکارو، جن سے اللہ تعالیٰ نے
 انہیں موسم کیا ہے، یعنی مسلمان، مومن اور اللہ عز و جل کے بندے"۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الکلم الطیب والعمل الصالح" کے اندر جو کہ
 "الوابل الصیب" کے نام سے معروف ہے، اس حدیث کی بڑی عمدہ تشریح کی ہے۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں ہے :

"جو جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا، اور اسی حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔"

= کا حکم دیا ہے کہ ان پر میں خود بھی عمل کروں اور آپ سب سے بھی ان پر عمل کرنے کو کروں، پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا، پھر یہ غلام کام کر کے آمدنی اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو دینے لگا، تو بھلامت میں سے کسی کو یہ بات پسند آئے گی کہ اس کا غلام ایسا کرے؟ تم کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور روزی دی ہے، لہذا اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے، بندہ نماز کے اندر جب تک ادھر ادھر نہیں دیکھتا اللہ عزوجل بھی بندہ کے چرہ کی جانب متوجہ رہتا ہے، لہذا جب نماز پڑھو تو اسیں بائیں نہ دیکھو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزہ کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی جماعت میں ہو اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو اور پوری جماعت اس مشک کی خوبصورتی سے محظوظ ہو رہی ہو، اور روزہ دار کے منہ کی بواللہ کے نزدیک مشک کی خوبصورتی سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقہ کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کو دشمن نے قید کر کے اس کے دونوں ہاتھ گردن سے لے کر باندھ دیئے ہوں اور گردن مارنے کی تیاری کر رہے ہوں، تو ان سے یہ درخواست کرے کہ کیا تمہیں فدیہ دے کر میں اپنے آپ کو آزاد کر اسکتا ہوں؟ پھر اپنا قلیل و کثیر سب کچھ دے کر یہ اپنے آپ کو آزاد کرائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زیادہ =

روزہ رکھے، اللہ اے اللہ کے بندو تم اس اللہ کی پکار لگاؤ جس نے تمہارا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے^(۱) اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) امام احمد اور ترمذی نے اس حدیث کو پوری تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے، لیکن ہم تکرار سے بچتے کے لئے ذیل میں مند احمد کے سیاق کو ذکر کر رہے ہیں، امام احمد نے فرمایا:

”ہم سے عفان نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو خلف موسیٰ بن خلف نے بیان کیا جن کا ابدال میں شمار تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے زید بن سلام سے، اور زید بن سلام نے اپنے دادا ممطور سے اور ممطور نے حارث اشعری سے روایت کیا ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ عز و جل نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم دیں، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جانب سے اس حکم کی تعمیل میں سنتی ہونے والی تھی تو عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور بنی اسرائیل سے بھی ان پر عمل کروانے کا حکم دیا گیا ہے، اب یا تو بنی اسرائیل کو آپ اس حکم سے مطلع کریں یا میں انہیں اس سے آگاہ کر دوں، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے بھائی اگر اس حکم کی تبلیغ میں آپ مجھ پر سبقت لے گئے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھ پر عذاب نہ آجائے یا مجھے زمین میں وحشانہ دیا جائے، چنانچہ یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کے اندر جمع کیا یہاں تک کہ پوری مسجد بھر گئی، پھر وہ منبر پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کی، اس کے بعد فرمایا کہ اللہ عز و جل نے مجھے پانچ باتوں =

دعویٰ اسلام سے خارج ہو جانے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿هُوَ سَمَّاْكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلٍ وَفِي هَذَا﴾
(سورۃ الحج: ۷۸)

اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی۔

حارت اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”میں تمہیں ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے: حاکم کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا، جماد کا، بھرت کا اور مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنے کا، کیونکہ جو شخص جماعت سے باشست بھر بھی دور ہو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلاوہ نکال پھینکا، إلا یہ کہ وہ جماعت کی طرف پلٹ آئے، اور جس نے جاہلیت کی پکار لگائی وہ جنمی ہے، یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ فرمایا: ہاں اگرچہ وہ نماز پڑھے اور

ایک دوسری روایت میں ہے :

”اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔“

یہ سن کر حضرت عمر نے عرض کیا کہ میں اللہ سے راضی ہوں اسے اپنارب مان کر، اسلام سے راضی ہوں اسے اپنادین سمجھ کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں انہیں اپنانی مان کر۔^(۱)

(۱) امام دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں توریت کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ توریت کا ایک نسخہ ہے، یہ سن کر آپ خاموش رہے، تو حضرت عمر سے پڑھنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا، یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر نے کہا کہ عمر گم کرنے والیاں تمہیں گم کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیسا ہو رہا ہے نہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ سن کر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا اور کہا: اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، ہم اللہ سے راضی ہیں اسے اپنارب مان کر، اسلام سے راضی ہیں اسے اپنادین مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہیں انہیں اپنانی مان کر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارے لئے موسیٰ بھی ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی میں لگ جاؤ تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گے، اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور انہیں میری نبوت کا زمانہ ملتا تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔

کتاب اللہ کی پیروی⁽¹⁾ اور اس کے ماسوں سے بے نیازی واجب ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (سورہ
النحل: ٨٩)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی
بیان ہے۔

سنن نسائی وغیرہ میں مردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توریت کا ایک ورق دیکھا تو فرمایا:
"اے خطاب کے بیٹے! کیا تم حیرت میں بٹلا ہو! میں تمہارے پاس
 واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں، اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور تم مجھے
چھوڑ کر ان کی اتباع کرتے تو گمراہ ہو جاتے۔"

(1) شیخ عبدالرحمٰن الحسین رحمہ اللہ کے کتب خانہ میں دستیاب منظوظ میں ایسا ہی
ہے، لیکن کتاب کے مطبوع نسخوں میں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی" کے
الفاظ وارد ہیں۔

فرمائے گا: تم سب خیر پر ہو، پھر اسلام حاضر ہو گا اور کہے گا کہ اے پروردگار! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو بھی خیر پر ہے، آج میں تیری ہی وجہ سے مواخذه کروں گا اور تیری ہی وجہ سے دوں گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامَ دِيَنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ

فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورہ آل عمران: ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔^(۱)

اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔" اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱) اصل کتاب "فضل الاسلام" کے مطبوع نسخوں میں اس حدیث کے الفاظ میں خلخل واقع ہو گیا ہے، کتاب کے مذکورہ دونوں مخطوط اور مندادام احمد کی حدیث کی روشنی میں اس کی تصحیح کردی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان : ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ
الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ سورہ
آل عمران : ۸۵

اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین
ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"قیامت کے دن بندوں کے اعمال حاضر ہوں گے، چنانچہ نماز حاضر
ہوگی اور کہے گی کہ اے پروردگار! میں نماز ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو
خیر پر ہے، پھر زکاۃ حاضر ہوگی اور کہے گی کہ اے پروردگار! میں زکاۃ
ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو بھی خیر پر ہے، پھر روزہ حاضر ہو گا اور کہے گا
کہ اے پروردگار! میں روزہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو بھی خیر پر ہے،
اس کے بعد بندہ کے باقی اعمال اسی طرح حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ

ابوقلاہ ایک شامی آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اپنادل اللہ کے حوالہ کر دو، اور مسلمان تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ اسلام کی کون سی خصلت سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان۔ اس نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھو۔^(۱)

(۱) اس حدیث کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے "کتاب الایمان" کے اندر نقل کیا ہے، اور اس کے بعد فرمایا کہ اسے امام احمد اور محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا ہے۔

اور صحیح حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع ا روایت ہے :

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“
اور بہز بن حکیم سے روایت ہے وہ اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا :

”اسلام یہ ہے کہ تم اپنادل اللہ کے حوالہ کر دو، اپنا چرہ اللہ کی طرف پھیر دو، فرض نماز میں پڑھو اور فرض زکوٰۃ دا کرو۔“

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

= رہے ہو تو (یہ یقین رکھو کہ) وہ تو بہر حال تمیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں (کہ کب آئے گی)؟ آپ نے فرمایا: قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ مجھے قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتاویں؟ آپ نے فرمایا: (قیامت کی بعض نشانیاں یہ ہیں) کہ لوڈی اپنی مالکہ کو جنم دے، اور ننگے پاؤں اور برهہ جسم رہنے والے بکریوں کے چڑواہوں کو دیکھو کہ وہ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔ حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا، میں تھوڑی دیر تھرا رہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر جانتے ہو یہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔

زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج
کرو" ^(۱)

(۱) یہ حدیث صحیح مسلم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث
کا ایک نکلا ہے:

"ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نمودار ہوا،
جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال سخت سیاہ تھے، اس پر سفر کے آثار نہیں تھے اور ہم
میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا، وہ اکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا، اور اپنے
دونوں گھنٹے آپ کے گھنٹوں سے نیک دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ آپ کی رانوں پر رکھے اور
کہاںے محمد! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم
اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برق نہیں اور محمد - صلی اللہ علیہ وسلم -
اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو
بیت اللہ کا حج کرو۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ نے چ فرمایا، حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ
ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر
آپ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے، پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے ایمان کے بارے میں
بتائیں؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ
کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھو، اور بھلی اور بری تقدیر (کے اللہ
کی جانب سے ہونے) پر ایمان رکھو۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ نے چ فرمایا، پھر کہا کہ آپ
مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا: (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت
اس طرح کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو کہ تم اسے دیکھے =

اسلام کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے :

﴿إِنْ حَاجُوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ﴾ (سورہ آل عمران: ۲۰)

پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں نے اور میرے تابعوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سرتسلیم خم کر دیا

ہے۔

صحیح مسلم میں عمر^(۱) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبدود بحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرو،

(۱) اصل کتاب ”فضل الاسلام“ کے جتنے نسخے ہیں ان سب میں عمر کی بجاے ابن عمر وارد ہے، لیکن صحیح یا تو عمر ہے، جیسا کہ ہم نے اس نسخہ میں ذکر کیا ہے، یا پھر ابن عمر عن ابیہ ہے، کیونکہ یہ روایت صحیح مسلم کی ہے جیسا کہ مؤلف نے لفظ صحیح بول کر صحیح مسلم مراد لیا ہے، اور صحیح مسلم میں یہ روایت ابن عمر عن ابیہ - رضی اللہ عنہما - کے طریق سے وارد ہوئی ہے۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عینہ نے مجالد^(۱) سے، مجالد نے شعیی سے اور شعیی نے مسروق سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بعد میں آنے والا ہر سال اپنے سابقہ سالوں سے زیادہ برا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں سال، فلاں سال سے زیادہ بارش والا ہے، اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ فلاں سال، فلاں سال سے زیادہ سر بزیر ہے، اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ فلاں امیر، فلاں امیر سے بہتر ہے، بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ تمہارے علماء اور ایجھے لوگوں کا خاتمہ ہو رہا ہے، اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو امور دین کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے، جس کے نتیجہ میں اسلام کو مندم اور فنا کر دیا جائے گا"۔

(۱) اصل کتاب "فضل الاسلام" کے جو نسخے ہمارے سامنے ہیں ان میں مجالد کی بجائے مجالد کا لفظ وارد ہے، حالانکہ صحیح مجالد ہے، اب وضاحت کی کتاب میں بھی صراحة کے ساتھ مجالد ہی وارد ہے، مجالد کے علاوہ جو بھی لفظ ہے وہ کتابت کی غلطی ہے۔

شامل ہے، خواہ وہ عام ہو یا بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو، اہل کتاب کا ہو یا بت پرستوں کا، یا ان کے علاوہ کسی اور کا۔

اور صحیح بخاری میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا:

"اے قاریوں کی جماعت! راہ راست پر گامزن رہو، اگر تم راہ راست پر رہو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے، اور اگر دائیں بائیں مژو گے تو انتہائی گمراہ ہو جاؤ گے۔"

اور محمد بن وضاح نے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور حلقوں کے پاس کھڑے ہو کر یہ فرماتے۔^(۱)

(۱) مؤلف کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جسے ابن وضاح نے اپنی کتاب "البدع و الشیعہ عینہ" میں روایت کیا ہے کہ ہم سے اسد نے محمد بن حازم سے، محمد بن حازم نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے اور ابراہیم نے ہمام بن حارث سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور حلقوں کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: اے قاریوں کی جماعت! راہ راست پر چلو، اگر راہ راست پر چلو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے اور اگر دائیں بائیں مژو گے تو بے حد گمراہ ہو جاؤ گے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوگا، سوائے اس شخص کے جوانکار کر دے، عرض کیا گیا کہ جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کیا"۔

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ لوگ تین ہیں: (اول) حرم میں کبروی اختیار کرنے والا (دوم) اسلام کے اندر جاہلیت کا راستہ تلاش کرنے والا (سوم) کسی مسلمان کے ناق خون بھانے کا مطالبہ کرنے والا" (صحیح بخاری)

شیخ الاسلام ابن تھمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "سنۃ الجہلیۃ" (یعنی جاہلیت کا راستہ) میں انبیاء کے لائے ہوئے دین کے مخالف ہر جاہلیت کا راستہ

دوسری را ہوں پرمت چلو کہ وہ را ہیں تم کو اللہ کی راہ سے جد اکر
دیں گی، اسی کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم
پر ہیزگاری اختیار کرو۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت میں "سل" یعنی دوسری را ہوں سے مراد
بدعات و شبہات ہیں۔^(۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:

"جس نے ہمارے دین میں کوئی الیکی چیز ایجاد کی جو دین سے نہیں
تو وہ مردود و باطل ہے" (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے:^(۲)

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام
مردود اور ناقابل قبول ہے"۔

(۱) اسے ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالثین نے مجاہد سے
روایت کیا ہے، جیسا کہ سیوطی نے " الدرالنور فی التفسیر المأثور" میں مذکورہ آیت کی تفسیر
میں ذکر کیا ہے۔

(۲) یہ روایت صحیح مسلم کی ہے۔

اسلام میں داخل ہونے کی فرضیت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيَنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۸۵)
جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

اور ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۹)
بیشک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَاعِدُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورۃ الانعام: ۱۵۳)

اور یہی دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اسی راہ پر چلو، اور

ابودرداء رضي اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا:

”عقلمندوں کا سونا اور ان کا کھانا کیا ہی اچھا ہے، یہ یہوقنوں کی شب بیداری اور ان کے روزوں پر کس طرح فویت لے جاتے ہیں، تقویٰ اور یقین کے ساتھ ذرہ برابر نیکی، فریب میں بتالوگوں کی پھاڑ برابر عبادت سے کہیں زیادہ عظمت و فضیلت اور وزن رکھتی ہے۔“^(۱)

= کتاب الزہد کے زوائد میں، اور ابو نعیم نے کتاب الخلیہ میں روایت کیا ہے۔ البتہ مذکورہ الفاظ ابو نعیم کے ہیں۔

(۱) اسے امام احمد نے کتاب الزہد میں اور انہی کے طریق سے ابو نعیم نے کتاب الخلیہ میں روایت کیا ہے، نیز اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الحشیش میں روایت کیا ہے، امام ابن قیم اس اثر کے بارے میں کتاب الفوائد میں لکھتے ہیں کہ یہ اثر جواہر پاروں میں سے ہے اور اس بات کی واضح ترین دلیل ہے کہ فقہ میں اور ہر کار خیر میں صحابہ کرام کو بعد کے لوگوں پر فویت حاصل ہے۔

"اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین، آسان ملت ابراہیم ہے" ^(۱)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

"تم لوگ سنت اور صراط مستقیم پر گامزن رہو، کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص سنت اور صراط مستقیم پر رہ کر اللہ کا ذکر کرے اور اللہ کے خوف سے اس کی آنکھیں اشکبار ہوں اور پھر اسے جہنم کی آگ چھو لے، اور جو بھی شخص سنت اور صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اللہ کا ذکر کرے، پھر اللہ کے خوف سے اس کے روئی کھڑے ہو جائیں، تو اس کی مثال اس درخت کی ہے جس کے پتے سوکھ چکے ہوں اور اچانک آندھی آئے اور اس کے پتے جھڑ جائیں، اسی طرح اس شخص کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں، صراط مستقیم اور سنت کے مطابق کی ہوئی تھوڑی عبادت بھی، صراط مستقیم اور سنت کے خلاف کی ہوئی زیادہ عبادت سے بہتر ہے" ^(۲)

(۱) اس متعلق روایت کو امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں موصولة ذکر کیا ہے، نیز امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اسے محمد بن اسحاق عن داود بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے، یہ تفصیل حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" کتاب الایمان، باب الدین یسیر میں ذکر کی ہے اور اس حدیث کی سند کو حسن بتایا ہے۔

(۲) اسے عبد اللہ بن مبارک نے کتاب الزہد میں، عبد اللہ بن امام احمد نے امام احمد کی =

قیراط پر کرے گا؟ تو نصاریٰ نے کہا۔ پھر اس نے کہا کہ کون عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک میرا کام دو قیراط پر کرے گا؟ تو وہ تم لوگ ہو۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہوئی کام ہم زیادہ کریں اور مزدوری کم ملے؟ اس نے کہا: کیا میں نے تمہارا کچھ حق مار لیا ہے؟ وہ بولے: نہیں، تو اس نے کہا کہ تو یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں۔

نیز صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ (کی فضیلت) سے محروم رکھا، چنانچہ یہودیوں کے حصہ میں سنپھر کا دن آیا اور نصاریٰ کے حصہ میں اتوار کا، پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور جمعہ کے دن کی رہنمائی فرمائی، اور اسی طرح وہ قیامت کے دن بھی ہم سے پیچھے ہوں گے، ہم دنیا والوں میں توسب سے آخری امت ہیں، لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔"

اور صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیق اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا
تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورہ
الحدید: ۲۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان
لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہر ا حصہ دے گا، اور تمہیں نور عطا
کرے گا، جس کی روشنی میں تم چلو پھر دے گے، اور تمہارے گناہ بھی
معاف فرمادے گا، اور اللہ بخشنے والا مر بان ہے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہاری مثال اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مثال اس شخص
کی ہے جس نے اجرت پر چند مزدور رکھے اور کہا کہ کون صحیح سے
دوپہر تک میرا کام ایک تیراط پر کرے گا؟ تو یہود نے کیا۔ پھر
اس نے کہا کہ کون دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام ایک

اسلام کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (سورہ
المائدہ: ٣)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمتیں
تم پر پوری کر دیں، اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کر
لیا۔

اور ارشاد ہے :

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِيْنِي فَلَا
أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ
اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّ أَكُمْ﴾ (سورہ یونس: ١٠٣)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے
شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم
اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا

چونکہ مذکورہ بالادونوں مخطوطے کتاب کے اصل مراجع و مصادر کی طرف رجوع کرنے سے بے نیاز نہیں کرتے، کیونکہ ان میں سے کوئی بھی مخطوطہ مؤلف کے زمانہ کا نہیں، اور نہ ہی مؤلف کے اہل علم اولاد احفاد یا دیگر ائمہ دعوت کی نگرانی میں صحیح کردہ اصول سے ان کا تقابل ہوا ہے، اس لئے ہم نے اس گرانقدر کتاب کے نصوص کی درج ذیل کتب کی روشنی میں تحقیق کر لینا ضروری سمجھا:

۱- وہ کتب حدیث جن سے مؤلف نے کتاب کے اندر وارد نصوص جمع کئے ہیں، اور وہ کتب حدیث جن سے اس کتاب کا گمراہ بطب ہے۔

۲- فن حدیث کی کتب جو امنع، مثلاً ابن اثیر کی "جامع الاصول"، عمری تبریزی کی "میکاۃ المصالح"، حافظ منذری کی "ترغیب و ترہیب" اور امام نووی کی "ریاض الصالحین"۔

۳- امام ابن وضاح قرطبی اندلسی کی کتاب "البدع والنبی عنہا" جو کہ مؤلف کے مراجع میں سے ہے۔

کتاب کی اس خدمت کے بعد ہمیں امید ہے کہ زیر مطالعہ طبع سابقہ تمام طبعات سے زیادہ صحیح ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کار ساز ہے۔

عبداللہ بن عبد اللطیف آل شیخ
اسماعیل بن محمد انصاری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ از محققین

میں (امام عیل انصاری) نے اور شیخ عبد اللہ بن عبد الطفیل آل شیخ نے امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فضیلت اسلام" کے اس نسخہ کا مندرجہ ذیل دو مخطوطوں سے تقابل کیا ہے :

۱- پہلا مخطوط شیخ عبد الرحمن الحصین رحمۃ اللہ علیہ کے ترکہ سے دستیاب ہوا، جس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے : (کامل هذا الكتاب بعون الملك الوهاب، و ذلك في سنة ١٣٠٦ھ سابع شعبان، بخط الفقير إلى الديان، عبد الرحمن بن عثمان) یعنی اس کتاب کی کتابت اللہ مالک وہاب کی توفیق سے ۱/ شعبان ۱۳۰۶ھ میں محتاج کرم الہی عبد الرحمن بن عثمان کے قلم سے مکمل ہوئی۔ کتاب کے اندر اس مخطوط کی طرف (معنی) سے اشارہ کیا گیا ہے، اور یہ مخطوطہ اس وقت شیخ ابراہیم بن عبد الرحمن الحصین کے پاس موجود ہے۔

۲- دوسرا مخطوطہ علامہ مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ - رئیس القضاۃ - رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ سے حاصل ہوا، یہ مخطوطہ مفید اور اس کی کتابت بھی واضح ہے، لیکن اس کی شکل سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کی تصحیح ہوئی ہے، اور نہ ہی اس پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج ہے، یہ مخطوطہ (المکتبۃ السعودیہ) سعودی لاہور یہ ریاض میں موجود ہے۔

مذینہ طیبہ کے شائع کردہ مولانا محمد جو نا گذھی رحمہ اللہ کے ترجمہ معانی قرآن کریم کو عموماً سامنے رکھا ہے، جبکہ اصل کتاب کے ترجمہ کے وقت اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ حاشیہ میں محققین کی جملہ تحقیقات و تعلیقات کو برقرار رکھا جائے، ان تحقیقات و تعلیقات سے اگرچہ عام اردو وال طبقہ کو چند اس سر و کار نہیں، تاہم ان سے اس ایڈیشن کی خصوصیت اور اس کی علمی و تحقیقی حیثیت کا پتہ چلتا ہے، البتہ میں نے بعض وہ تعلیقات حذف کر دی ہیں جن کا تعلق کسی لفظ کی تحقیق سے تھا اور اس لفظ کے بارے میں کتاب کے نخوں کے مابین موجود اختلاف سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو خاص و عام ہر ایک کے لئے مفید بنائے آمین۔

و صلی اللہ و سلم علی عبده و رسوله محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین -

ابوالکریم عبدالجلیل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ از مترجم

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على
أشرف الأنبياء والمرسلين ، نبينا محمد وعلى آله
وصحبه أجمعين ، أما بعد :

زیر نظر رسالہ امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ
کی عربی تالیف "کتاب فضل الاسلام" کا ترجمہ ہے، جسے دفتر تعاون
برائے دعوت و ارشاد سلطانہ ریاض کی طلب پر میں نے اردو میں منتقل
کیا ہے۔

یہ ترجمہ کتاب کے اس نسخہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے جو شیخ اسماعیل
بن محمد انصاری رحمۃ اللہ اور شیخ عبد اللہ بن عبد اللطیف آل شیخ حفظہ اللہ کی
تحقیق و تعلیق کے ساتھ دارالاوقاء ریاض سے شائع ہوا ہے اور جو اپنے
سابقہ تمام ایڈیشنوں پر فوکیت اور نمایاں خصوصیت رکھتا ہے، جیسا کہ یہ
بات محققین کے مقدمہ سے عیاں ہے۔

کتاب کے اندر وارد قرآنی آیات کے ترجمہ کے لئے میں نے شاہ فہد
قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس (مجمع الملك فهد لطبعۃ المصحف الشریف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حقوق الطبع محفوظة للمكتب

الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطنة ، ١٤٢٠ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

محمد بن عبد الوهاب بن سليمان

فضل الإسلام / ترجمة أبو المكرم بن عبدالجليل - الرياض .

٧٢ ص ١٢ × ١٧ سم

ردمك : ٥ - ٨٢٨ - ٧٣ - ٩٩٦٠

النص باللغة الأردية

١- الأخلاق الإسلامية

٢- الفضائل الإسلامية

ب- عبدالجليل ، أبو المكرم ، مترجم

أ- العنوان

٢٠ / ٠٩٨٧

٢١٢، ٢ ديوبي

رقم الإيداع ٢٠ / ٠٩٨٧

ردمك : ٥ - ٨٢٨ - ٧٣ - ٩٩٦٠

فضیلتِ اسلام

تألیف

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

تعقیق و تعلییت

شیخ اعمالیل بن محمد انصاری شیخ عبداللہ بن عبد اللطیف آل شیخ

اردو ترجمہ

ابوالکرم عبد الجلیل

تطریشانی

عبد القدوس محمد نذیر محمد اعمالیل عبد کیم

دفتر تعاون برائے دعوت و ارشاد سلطانہ

فون ٢٣٠٠٢٣٠٠٢ فاکس ٥٠١٥٢٥٣٢ پوسٹ بکس ٥٢٤٩٢٦٣ ریاض ١٤٤٣
سویڈی روڈ - ملکت سعودی عرب